خاکہ

ہندوستانی شیعہ انسائکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف امامیۂ ہند)

حصہ اوّل: تمہیدیہ : ہندوستان میں شیعیت کا تعارف اور فروغ

غیر منقسم ہندوستان امیر المومنینؑ کی ظاہری خلافت کے زمانہ میں ہی شیعیت سے متعارف ہو چکا تھا، لیکن آج کے ہندوستان میں شیعیت اس وقت پہنچی جب سلطان محمود غزنوی (عہد ۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء تا ۴۲۰ھ/ ۱۰۳۰ء) کے فتوحات کے زیر سایہ یا اس کے فوراً بعد سے وارد ہونے والے مسلمان خصوصاً سادات نے اس سرزمین کو اپنا اور اپنی اولاد کا مسکن ہی نہیں، وطن بنایا۔ خود محمود غزنوی کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل نوشیرواں کے خاندان سے ملتی ہے، اس طرح اس کا رشتہ نو اماموں کی والدہ گرامی جناب شہربانو سے ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کی شیعیت کے بارے موثقہ طور سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کے ساتھ آنے والوں میں علوی و فاطمی سادات بھی تھے۔ ان سادات اور دوسرے آنے والے مسلمانوں کے کم از کم ایک حصہ کی شیعیت مشتبہ نہیں ہو سکتی۔ سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی سالار ساہو (داؤد) غازی اور بھانجے سالار مسعود غازی کی ایک حصہ میں حکومت بھی قائم ہو گئی۔ یہ جناب محمد حنفیہ کی نسل سے علوی سید تھے۔ اسی زمانے میں سبزوار سے وارد ہونے والے نجم الملک نواب سید نجم الدین (سادات نقوی جائس و نصیر آباد وغیرہ کے مورث اعلیٰ) نے جائس بسایا اور قم جاجرم سے آنے والے سید عبداللہ زربخش (سادات رضویہ زید پور کے مورث اعلیٰ) نے زید پور بسایا۔ ان کی اولاد علی الترتیب جائس اور زید پور میں رہی، بعد میں ان کی شاخیں ملک کے مختلف حصوں میں بستی رہیں۔ ان کے بعد سے ہی سادات کے آنے کا سلسلہ قائم رہا۔ ان میں کنتور کے موسوی سادات نیشاپوری کا نام نمایاں ہے۔ کچھ صدیوں بعد ۱۳۲۰ء میں سید شرف الدین بلبل شاہ (کاظمی سید) کشمیر وارد ہوئے۔ وہاں کے مقامی بودھ راجہ ''رنچن'' نے اسلام قبول کیا۔ پھر ۱۳۲۳ء میں ایک ایرانی شاہزادہ تاجر کی حیثیت سے آیا اور ۱۳۲۷ء میں مرزا شمس الدین کے نام سے اعلانِ شاہی کیا اور سلاطین خاندان کی حکومت کی بنا ڈالی۔ سلاطین خاندان کے عہد میں ہی امیر کبیر سید علی ہمدانی (صاحب المودۃ القربیٰ) سات سو سادات کے ساتھ کشمیر آئے۔ اس طرح کشمیر میں شیعیت کو نمایاں فروغ ہوا۔ اس درمیان اور اس کے قبل و بعد بھی ملک کے دوسرے خطوں میں سادات اور شیعہ مسلمانوں کے آبسنے کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کی تعداد اتنی قابل ذکر ہو گئی تھی کہ وہ مسلم سلاطین جن کی حکومت کی بنیاد شیعہ دشمنی پر رہی، کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے تھے۔ فیروز شاہ نے اپنے فتوحات میں لکھا ہے:

''شیعہ مذہب کے لوگ جنہیں رافضی کہتے ہیں۔۔۔۔۔زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سزا دی اور کچھ کو تنبیہ و تہدید وتشہیر ان کی کتابیں سر بازار جلوادیں آخر کار اس گروہ کا شر بعنایت ربانی مکمل طور پر ختم ہو گیا۔''

ایسی 'سرکاری' متشدد عداوت اور انسان کشی کے باوجود شیعہ مذہب اور معاشرہ کو کسی بھی طرح کے زوال یا سبکی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد دکن میں شیعہ حکومتیں قائم ہو گئیں۔ ان سلطنتوں کے زیر اثر شیعہ مذہب، علوم و معارف، شعر و ادب کو فروغ حاصل ہوا۔

ادھر شمالی ہند میں مغل سلطنت قائم ہوئی لیکن اس کے ابتدائی مرحلہ میں ہی ہمایوں کو شیر شاہ سوری کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جلاوطن ہونا پڑا اس کی سلطنت کی بازیابی ایران کے صفوی شہنشاہ طہماسپ کی کمک کی مرہون منت ہے۔ اس بازیابی نے ہندوستان میں عالیشان مغل سلطنت کو استحکام بخشا۔ ایرانی کمک ہی کا سبب ہے کہ مغل عہد سلطنت میں ایران و عراق وغیرہ سے شیعہ علماء وافاضل، زعماء اور فنکار کے یہاں آنے اور بسنے کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کو سرکاری منصب بھی ملے، حتیٰ کہ شاہی دربار تک رسائی ملی۔ اکبر اعظم کے 'نورتن' میں اکثریت شیعوں کی تھی۔ ان کی بلند مرتبت تاریخ کا سنہرہ باب ہے۔

اس کے بعد بھی مغل حکام وعمال میں شیعہ نمایاں رہے۔ انہی میں بنگال اور اودھ کے صوبے خاص طور سے شیعہ حاکم و نائب السلطنت کے زیر نگیں آ گئے۔ یہ بعد میں خودمختار سلطنتوں میں تبدیل ہو گئے۔ یہ برطانوی حکومت کے قیام تک برقرار رہیں۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ برطانوی قبضہ میں آنے والی سلطنتوں میں تقریباً دو تہائی مسلمانوں کی تھیں۔ جن میں دو تہائی شیعوں کی تھیں۔ جن سلطنتوں کے سربراہ غیر شیعہ تھے ان میں بھی اگر سب میں نہیں تو زیادہ تر میں شیعہ اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ ملحوظ رہے کہ مغلیہ سلطنت کے آخری زمانہ میں اودھ کی صوبائی حکومت ایک شیعہ خاندان کے زیر نگیں آ گئی جو بعد میں ایک خودمختار سلطنت بن گئی۔ اس حکومت میں ہی ہند کے اولین شیعہ مجتہد وفقیہ حضرت غفران مآبؒ (م ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) ابھرے جن کے تاریخ ساز قلمی مجاہدات، تبلیغی واصلاحی اور سماجی کارناموں نے ایک طرف شیعہ معاشرہ کو نمایاں اجتماعی حیثیت عطا کی تو دوسری طرف شیعہ علوم کو ناقابل زوال فروغ سے ہم کنار کیا۔ شیعی علمی پیش رفت میں ان کا اساسی وکلیدی رول رہا ہے۔ آج کے برصغیر ہند کے سارے شیعہ علماء کا سلسلہ تلمذ انھیں کی ذات والا صفات پر منتہی ہوتا ہے۔

اودھ کی شیعہ حکومت نے علوم وفنون کی تاریخی سرپرستی میں اپنا نام درج کرالیا۔ اس حکومتی سرپرستی نے پہلے سے قائم علمی روایت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کا ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا۔ ایسے میں شیعہ علمی آثار بڑے ہی قابل قدر ہیں۔ لیکن یہ بھی حالات کی ستم ظریفی ہے کہ زیادہ تر یہ قلمی آثار طباعت کی منزل تک نہ پہنچ سکے۔ اس کا نتیجہ صاف تھا۔ غیر مطبوعہ اثاثہ کا غالب حصہ حالات کی ناقدری اور امتداد زمانہ کا شکار ہو کر تلف ہوتا رہا۔

اس طرح سیاسی وسلطنتی افق پر شیعوں کی تابانی اظہر من الشمس رہی۔

سیاسی افق کے علاوہ تہذیبی وعمرانی افق پر اسلامی علوم ومعارف، دیگر علوم وفنون، شعر وادب، غرض کہ دانشواری کے تقریباً

ہر شعبہ میں ہندوستانی شیعوں کا قابل ذکر تاریخی حصہ ہے۔

ہندوستان میں اب تک ایسا کوئی تحقیقی کام جو دائرۃ المعارف امامیہ ہند کی صورت میں ہو نہیں ہوا لہٰذا اس بڑے اور اہم تحقیقی عمل کی شروعات انشاء اللہ جلد ہی نمائندۂ ولی امر مسلمین رہبر معظم یعنی حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدی مہدوی پور مدظلہ الشریف کے زیر سرپرستی ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے یہ کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہے اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے اور یہ انتہائی سنجیدہ کوشش، بالغ نظری، دور بینی اور دقیق نگاہی چاہتا ہے یہ کسی ایک شخص یا چند اشخاص کی جماعت کے بس کا نہیں ہے۔ اس میں تقریباً پوری قوم وملت کی ہر ممکنہ اور منظم شرکت کی ضرورت ہے جس کی اساس پر یہ کام انجام دیا جائے گا۔

یہ ہندوستان میں شیعہ مذہب وملت کے بارے میں (باتصویر) معلومات کا جامع و مانع اجمالی ذخیرہ ہوگا جو ہندوستان میں شیعہ سماج اور دانشوری کے فروغ کا تاریخی بیورا پیش کرے گا۔

حصہ دوم: شخصیات

(شیعہ علماء، فقہا، ذاکرین، افاضل، شعراء، ادباء، محققین، سائنسداں، ماہرین فن، ہنرمندان، صنعت کار، سلاطین، رؤساء اور عمائدین وغیرہ اور دوسرے قابل ذکر حضرات کے حالات اور ان کے عملی، ادبی، قلمی، تحقیقی اور تعمیراتی آثار)

حصہ سوم: مختلف شعبہ ہائے حیات کے حوالہ سے ہندوستانی شیعوں کے نمایاں انفرادی واجتماعی کارناموں کا تاریخی بیورا

شیعہ تہذیب وافکار خصوصاً عزاداری، تبرکات عزا، مجالس، محافل، مقاصدہ، مسالمہ اور شب بیداری وغیرہ کے تعلق سے۔

حصہ چہارم: شیعہ تہذیبی آثار

شیعہ مذہب، تہذیب اور افراد کے افکار وآثار کا جامع ومانع معلوماتی ذخیرہ۔

حصہ پنجم: ہندوستانی شیعہ عمرانیات: (شیعہ تنظیمیں اور انجمنیں وغیرہ)

گروہ تحقیق وتدوین

زیر سرپرستی

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدی مہدوی پور دام ظلہ الشریف نمائندۂ رہبر معظم مدظلہ الشریف

زیر نظر

حجۃ الاسلام والمسلمین پروفیسر ڈاکٹر سید علی محمد نقوی علی گڑھ

زیر ادارت

(۱) سید محمد رضا عابد رضوی (۲) سید مصطفےٰ حسین نقوی اسیف جائسی

کارکنان

دو عربی کے ماہر۔ دو فارسی کے ماہر۔ دو اردو کے ماہر، ایک انگریزی کا ماہر، ایک ہندی کا ماہر۔ دو کمپیوٹر کے ماہر آفس کارکن۔ دو پروف ریڈر۔ دو اطلاعاتی معاون۔ ایک کمپیوٹر ڈیزائنر اور ایک چپراسی۔ اس طرح اٹھارہ لوگ اس تحقیقی عمل کے انجام دینے میں کارگزار ہوں گے۔